بسم الله الرحمن الرحيم

مجتمع آموزش عالی فقہ

ترجمہ ''الفقہ علی المذاہب الخمسہ''

برای دریافت کارشناسی ارشد

در رشتہ فقہ و اصول

گرایش:

ترجمہ و تحقیق: سید شاہد رضا رضوی

استاد راہنما:

حجۃ الاسلام والمسلمین اخلاق حسین زید عزہ

استاد مشاور:

حجۃ الاسلام والمسلمین حاج شیخ آقای حسین شہیری زید عزہ

اهداء

این اثر ناچیز را به محضر مبارك منجی عالم بشریت، جانشین آخرین پیام آور الهی، اسوه ی فضیلت ومشکات هدایت وفروغ امید امت، قاموس قرآن،عصاره ی خلقت و خلاصه ی انبیاء واولیاء ، حضرت مهدی موعود (عج) آن یگانه حجت دادگستر که جهان بشریت به انتظارش نشسته است، تقدیم می نمایم.

تقدیر وتشکر

سپاس خدای راکه با نیایش وذکر خویش آشنایم کرد وتوفیق ترجمه وتحقیق این پژوهش رابه این بنده ارزانی داشت پس در ذیل عنایت الهی از باب " مَنْ لَمْ یَشْکُرِ الْمَخْلُوقَ لَمْ یَشْکُرِ الْخَالِقَ"

از همه سروران و عزیز انی که در جهت به ثمر رساندن این ترجمه وتحقیق ما را یاری کردند،خصوصاًاز مسئولین محترم جامعة المصطفیٰ ومجتمع آموزش عالی فقه واز مسئولین محترم امور پایان نامه که زمینه ترجمه وتحقیق پایان نامه رافراهم نمودندتقدیر وتشکر بعمل می آید .

درآخر بیشترین سپاس وقدردانی را از استاد محترم وبزرگوار ،جناب حجة الاسلام والمسلمین سید اخلاق حسین پکهناروی که با یك دنیا صمیمیت وسعه صدر این جانب را با وجود اشتغالات فراوانی که داشتند با راهنمائی مخلصانه به بنده منت نهاده ودرطول مدت این پایان نامه یاری فرمودند هم چنین نیز از استاد محترم وبزرگوار مشاور ،حجة الاسلام والمسلمین .... که با وجود اشتغالات فراوانی بنده را کمك وبامشوره ها ی ارزنده ما یاری نمودندتشکر وقدردانی ویژه دارم اجرهم علی الله ......

چکیده:

"این پایان نامه که ترجمه بخش **احوال شخصیه کتاب الفقه علی المذاهب الخمسه** است که دارای یك مقدمه و شش فصل است.

در مقدمه:

این کتاب فقهی که در موضوع فقه مقارن تالیف یافته است به بررسی آراء و نظریات فقهی بر طبق پنج مذهب جعفری، حنفی، مالکی، شافعی، و حنبلی می پردازد و این در دو جلد چاپ شده است که مجلد اول مختص به عبادات است که شامل طهارت، صلاة، صوم، زکاة، خمس و حج و عمره می شود.

مجلد دوم به احوال شخصیه است که شامل زواج، طلاق، وصایا، مواریث و وقف، حجر می شود نوشتن فقه مقارن همواره مورد توجه علماء اسلامی بوده است که می توان به آثار آنها مراجعه کرد لذا باید گفت که مهمترین فوائد تدوین کتابهای فقه مقارن این.

در فصل اول: از کتاب زواج است که دارای بحث های عقد و شروط نکاح و محرمات نکاح ولایت در نکاح و کفو در نکاح و موارد عیوب و فسخ نکاح و بحث های مهریه و نفقه را آورده ام.

در فصل دوم: کتاب طلاق را که اقسام طلاق شرائط طلاق و عده های که در طلاق مطرح است، مورد ترجمه قرار گرفته است.

فصل سوم: کتاب وصایا است که در ایك فصل از ارکان وصایا مقدار وصیت، تصرفات، مریض، شروط وصی، اقرار وصی و رد وصی و اثبات وصی بحث شده است.

فصل چهارم: کتاب ارث است که احکام ارث احکام ترکه موجبات ارث موانع ارث اقسام

ارث شـقـوق ارث طبـقات ارث میراث زوجین و احوال منقول در ارث را مورد ترجمه قرار داده و در این فصل آورده ام۔

فـصـل پنجم: کتـاب وقف اسـت کـه در ایـن فـصل از ولایت بر وقف بیع وقف ارکان وقف شرائط وقف اراده وقف مورد ترجمه قرار گرفته است۔

فصل ششم:ــ در باب حجر و مفلس است که در باب حجر از مجنون، صغیر، سفیه و شرط هـر کـدام آورده شـده اسـت و در مـفـلـس تعریف مستثنیات اقرار زواج حبس و منع از سفر برای مفلس آمده است۔

فہرست مطالب

دوسرا حصہ: ذاتی حالات کے سلسلہ میں

مقدمۂ مولف ۱

ازدواج

عقداوراس کے شرائط ۹
عقد جاری کرنے والوں کے شرائط ۱۴
شوہر کے بیوی پر شرائط ۱۸
ازدواج کرنے کا دعویٰ ۲۰
محرمات ۲۴
ولایت ۴۰
کفو ۴۴
عیوب ۴۶
خیار شرط ۵۳
مہر ۵۸
غیر معمول طریقہ سے شوہر کا اپنی بیوی سے افضا کرنا ۶۹
میاں بیوی میں اختلاف ۷۰
جہیز ۷۴
نسب ۷۶
مصنوعی تولید نسل ۹۰

بچہ کی پرورش ۹۵
نان ونفقہ کا حقدار ہونا ۱۰۲
نفقہ کی مقدار ۱۱۰
اعزا کا نفقہ ۱۱۸

طلاق

مطلق (طلاق دینے والا).. ۱۲۶
طلاق رجعی اور بائن ۱۳۵
خلع ۱۴۰
عدہ ۱۴۷
رجوع کرنا.. ۱۶۲
بغیر بینہ کے مدعی کی تصدیق.. ۱۶۶
قاضی کا طلاق دینا ۱۷۰
ظہار اور ایلاء.. ۱۷۴

الوصایا

وصایا ۱۸۲
وصیت کی مقدار ۱۹۱
مرض الموت میں مریض کے تصرفات ۱۹۷
وصی قرار دینا.. ۲۰۳

میراث

ترکہ کے احکام ۲۱۱
موجبات اور موانع.. ۲۱۵
ترکہ کی تقسیم ۲۲۲
تعصیب ۲۳۰
عول ۲۳۷

حجب ۲۴۰
رد ۲۴۴
حمل، ملاعنہ اور زنا کی اولاد ۲۴۷
مریض کی شادی اور طلاق ۲۵۰
باپ کی میراث ۲۵۲
ماں کی میراث ۲۵۵
اولاد اور ان کے اولاد کی میراث ۲۶۱
بھائیوں اور بہنوں کی میراث ۲۶۵
چچا اور ماموں کی میراث ۲۷۴
میاں بیوی کی میراث ۲۷۹
گمشدہ مال ۲۸۱
آگ میں جلنے، غرق ہو جانے اور دب کر مر جانے والوں کی میراث ۲۸۲
وضاحت کے کچھ نمونے ۲۹۱

وقف

اس کی تعریف ۲۹۹
واقف اور اس کے الفاظ کے شرائط ۳۱۳
وقف کی ولایت ۳۲۱
وقف کی فروش ۳۲۶
وقف کے سلسلہ میں کچھ جدید اور اچھی باتیں ۳۴۰

حجر ''تصرف سے روکنا''

مجنون اور بچہ ۳۴۳
سفیہ ۳۴۸
صغیر، مجنون اور سفیہ کا ولی ۳۵۳
مفلس ۳۶۰
فہرست منابع ۳۶۷

مقدمۂ مؤلف

الحمد للہ رب العالمین و الصلوۃ و السلام علی سیدنا محمد و آلہ و صحبہ الاکرمین

حدیث شریف میں ہے کہ جناب جبرئیل علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ پروردگار عالم نے مجھے حکم دیا ہے کہ آپ کو تین چیزوں میں سے ایک کے اختیار کرنے کا حکم دوں اور وہ یہ ہیں، عقل، دین، حیا، حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے عقل کو اختیار کیا تب حیا اور دین نے کہا کہ پھر تو ہم بھی آپ ہی کے ساتھ ہیں اس لئے کہ پروردگار نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم وہیں رہیں جہاں عقل ہو ۔

اس حدیث شریف سے درج ذیل حقائق سامنے آتے ہیں۔

۱۔ جو چیز عقل کے مخالف ہو اس کا تعلق دین سے نہیں ہوتا اس لئے کہ غیر عاقل دیندار اور باحیاء نہیں ہوسکتا اگر چہ وہ دنوں کو روزوں اور راتوں کو عبادت میں بسر کرے یہی وجہ ہے کہ ائمہ مسلمین میں سے ایک بزرگ نے کہا، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام کو دوسروں کے کلام سے جدا کرنے کی کسوٹی آنحضرت کے کلام کی نورانیت اور صداقت ہے جو دوسروں کے یہاں نہیں پائی جاتی لہذا جس کلام میں نورانیت وصداقت نہیں ہوتی وہ شیطانی کلام ہوتا ہے۔

۲۔ دین وعقل کبھی ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوسکتے لہٰذا اجتہاد کے دروازے بند ہوجانے کا مقصد، دین کے دروازے بند ہوجانا ہے اس لئے کہ اجتہاد یعنی عقل وفکر کی روشنی میں فروع کو اصول کے ذریعہ سے حاصل کرنا پس اگر عقل سے دست بردار ہوجائیں تو اس کا مقصد دین سے دست بردار ہونا ہے اس لئے کہ عقل ودین ایک دوسرے کے لازم وملزوم ہیں بالفاظ دیگر اگر ہم باب اجتہاد کے بند ہوجانے کے قائل ہوجائیں تو ہمیں دو باتوں میں سے ایک کو ماننا لازمی ہوجائے گا اور تیسری کوئی صورت نہیں ہے اسی طرح ایک بات کو قبول کرنا لازمی ہے اور اس سے چھٹکارا

بھی نہیں ہے، یا تو ہم ویسے ہی جیسے باب اجتہاد کو بند کر دیا ہے باب دین بھی بند کر دیں، یا پھر ہم یہ کہیں: عقل دین کو مضبوط اور مستحکم نہیں کرتی اور نہ ہی اس کے کسی حکم کو مقرر کرتی ہے، جبکہ یہ دونوں باتیں حقیقت اور شریعت کی منطق سے بہت ہی بعید ہیں۔

۳۔ عالم کہ جو کسی دین کے سلسلہ میں تعصب کی حد تک گام زن ہو، چاہے وہ کوئی بھی مذہب ہو بہر حال اس کا حال جاہل سے بدتر ہو جائے گا کیونکہ جاہل مذہب کے سلسلہ میں متعصب نہیں ہے اور یہی حال دین اور اسلام کے بارے میں ہوگا اور بس تعصب تو اس کے لئے ہے، جو ذاتا صاحب مذہب ہو، جب تک کہ خصوصاً عقل اس کی پیروی کو لازم قرار نہ دے جیسا کہ مذاہب کی مخالفت واقعی اور حقیقی اسلام کی مخالفت نہیں ہے، بلکہ صاحب مذہب کی مخالفت ہے اور صحیح تو یہ ہے کہ اس ذہنی تصویر کی مخالفت ہے، جو اسلام کے بارے میں اس نے اپنے ذہن میں تصویر بنالی ہے۔

بہر حال جو کچھ بھی ہو ہم سب ہی جانتے ہیں کہ صدر اسلام میں کوئی مذہب اور فرقہ نہیں تھا اس زمانے میں دین اسلام ہر طرح کے شائبہ سے پاک وصاف ومحفوظ تھا جبکہ تمام امتوں میں سے مسلمان ہو رہے تھے، اور یہ بھی علم الیقین کی حد تک جانتے ہیں کہ ان فرقوں اور مذاہب نے مسلمانوں کے درمیان دوری پیدا کر دی ہے اور ان کے درمیان اختلافات، فاصلے اور رخنے پیدا کر دیئے جو مسلمانوں کے قوی ہونے میں حائل ہوئے اسی طرح ان کے ایک راستہ پر ایک مقصد کی طرف گامزن ہونے میں حائل ہوئے اور اسی تفرقہ کی وجہ سے استعمار، اور اسلام دشمن طاقتوں کو مسلمانوں میں حسد واختلاف اور فتنہ پھیلانے کیلئے بہترین موقع مل گیا اور مغرب کی مشرق پر حکومت اور مشرق کو غلامی اور ذلتوں کی انتہا تک پہونچانا صرف تفرقہ اور اس کی طاقت کو ختم کرنے پر ہی موقوف تھا۔

انہیں تمام باتوں کی وجہ سے مخلص رہبروں اور قاعدین کی عقلوں میں وحدت اور اسلامی جماعت کو متحد کرنے کی فکر پیدا ہوئی اور اس پر مختلف ذرائع اور وسیلوں سے عمل کیا گیا انہیں وسیلوں میں سے ایک وسیلہ باب اجتہاد کا کھولنا ہے اور کسی معین مذہب کی پیروی کرنے میں حد سے گذر جانے کے خلاف فیصلہ کرنا، مذہبی شدت پسندی کے خلاف قدم اٹھانا ہے۔

باب اجتہاد کے بند ہونے کے بارے میں جب سوال ہوا، تو فقہائے اسلام نے اس کی وجہ یہ بیان کی کہ باب اجتہاد کے کھولنے کی فکر سے معاشرہ میں بدنظمی وجود میں آئی اور ہر کس وناکس نے اپنے کو مجتہد کہنا شروع کر دیا تھا یہاں تک کہ مبتدئین حضرات بھی اپنے کو مجتہد سمجھتے تھے اور یہ وہ دعویٰ تھا جس کے وہ اہل نہیں تھے چنانچہ اصلاح

طلب افراد جس بیمار کا علاج اچھے طریقہ سے کرنا چاہتے ہیں تو اسکا آہستہ آہستہ علاج کرتے ہیں تا کہ بیماری اچھی طرح سے دور ہو جائے لہذا سابقین نے جن چیزوں کو اپنی کتابوں میں تحریر کیا بعد والوں نے ان کو کسی تحقیق اور جستجو کے بغیر رد کر دیا چنانچہ میری نظر میں باب اجتہاد کے بند ہونے کی اصلی وجہ وہ ظالم و جابر حکومتیں ہیں جنھوں نے اپنے تخت و تاج کی حفاظت کی خاطر عوام کو دھوکہ دینے کے لئے دین کی حمایت شروع کی، تا کہ اس کے سائے میں وہ اپنے مظالم پر پردہ ڈال سکیں اور معترضین کو اعتراض کرنے پر دردناک سزائیں دیں، تا کہ کوئی بھی آزادئ خیال رکھنے والا اپنی رائے کا اظہار نہ کر سکے اور ان کی فاسق و فاجر حکومتوں کا پایہ مضبوط رہے، لہذا اس کی دلیل یہ ہے کہ اجتہاد کا دروازہ تب کھلا جب ستمگروں اور قدیم افکار کی حامل حکومتوں کا خاتمہ ہو گیا اور اجتہاد ہمیشہ، آزادئ بیان کا مرہون منت ہوا۔

ان سب چیزوں کے باوجود غلط رسم و رواج اور ہوس پرستوں کے سامنے تسلیم ہونا، یہ دونوں ایک طرح کی ظاہری بندگی اور چاپ لوسی ہے جن سے ہمیشہ ہمارا سابقہ رہا ہے اور اب وہ وقت آ گیا کہ جس طرح ہم اپنے ممالک میں آزادی کے ساتھ زندگی گذارتے ہیں اسی طرح زندگی میں آزادی فکر بھی رہے اور کسی خاص مذہب کی پیروی کو چھوڑ دیں اور مذاہب کے اجتہاد سے اس چیز کو لیں جو ہماری زندگی کو صحیح راستہ کی طرف لیجائے اور اگر مذاہب کے اجتہادات میں سے کسی چیز کا انتخاب نہ کر سکیں تو یہ بھی اجتہاد کے دامن پر ایک طرح کی آزادی ہے پس اس بناء پر تمام مذاہب میں کسی کی حق بات کو قبول کرنے کے لئے یہ پہلا قدم ہے، لہذا میں نے اس کتاب میں مذاہب خمسہ جعفری ، حنفی ، مالکی ، شافعی اور حنبلی کے اقوال کا خلاصہ انہیں کی کتابوں سے اخذ کیا ہے؛ اس لئے کہ مذاہب کے فقہی اقوال میں ایسی چیزیں موجود ہیں جو زندگی کے ساتھ ہم آہنگ ہیں اور جن سے عدالت ثابت ہو جاتی ہے، لیکن بعض ایسی چیزیں بھی ہیں جن سے چشم پوشی کرنا ضروری ہے جن سے میں نے فقہ اور فقہاء کی کرامت کی وجہ سے گریز کیا اور ان کے اقوال کو واضح اور روشن عبارتوں میں ڈھالنے کی کوشش کی ، میں نے اس راہ میں اس شخص کے مانند مشکلات اٹھائیں جو ایک زبان کو دوسری زبان میں ترجمہ کرنے والا اٹھاتا ہے اس لئے کہ قدیم وجدید تالیفات کے درمیان وہی فرق ہے جو عربی اور غیر عربی زبان میں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں ہر روز بازار جاتا ہوں، تا کہ یہ دیکھوں کہ بازار میں کونسی کتاب نئی آئی ہے لہذا میں نے ایک روز بازار میں ٹونس کے طالب علم کو دیکھا جو بیروت یونیورسٹی میں زیر تعلیم تھا اور میری طرح بازار میں نئی کتابوں کی تلاش میں آیا تھا جب اس نے میرے ہاتھ میں میری کتاب (علی و القرآن) کو دیکھا تو اس نے مجھ سے دیکھنے کی اجازت چاہی، جب اس نے کتاب کی پشت پر ''الفقہ علی المذاہب

الخمسۃ'' کا اشتہار دیکھا تو بہت خوش ہوا، اور بے ساختہ بولا ہمیں اپنے ملک میں اس جیسی کتابوں کی اشد ضرورت ہے۔ میں نے اس سے کہا اس کی کیا وجہ ہے کہ تم کو ایسی کتابوں کی اشد ضرورت ہے؟ اس نے جواب دیا: ہم اہل ٹونس امام مالک کی فقہ کے مطابق عمل کرتے ہیں اور امام مالک ان مسائل میں بھی سختی سے کام لیتے ہیں جن میں دیگر ائمہ آسانی سے کام لیتے ہیں اور ہم جوانوں میں مختلف طرح کے افکار و خیالات پائے جاتے ہیں اور ہم پر اسلام مخالف کا الزام لگایا جاتا ہے حالانکہ ہم چاہتے ہیں کہ ہم پر کسی طرح کی کوئی سختی نہ ہو اسی لئے جب ہم ان مسائل میں جن میں امام مالک نے سختی سے کام لیا ہے، گھر جاتے ہیں تو ہم ان مسائل میں دوسرے ائمہ کی طرف رجوع کرتے ہیں تاکہ مشکلات سے بچ جائیں اور چونکہ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں اور اسلام پر ایمان رکھتے ہیں اور ہم نے کوئی فعل حرام انجام نہیں دیا ہے مگر یہ کہ ہمارے پاس کوئی ایسا وسیلہ نہیں جس کے ذریعہ ہم دوسرے مذاہب کو پہچان سکیں لیکن ہمارے علماء امام مالک کے علاوہ کسی دوسرے کی رائے سے واقف نہیں یا اگر علم رکھتے ہیں تو تجاہل سے کام لیتے ہیں اور اگر ہم قدیمی کتابوں کو پڑھنا چاہتے ہیں تو ان کی عبارتیں پیچیدہ اور مطالب طولانی ہیں کہ جن سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا اور ہم آپ کی کتاب میں وہ تمام چیزیں پار ہے ہیں جن کی آج ایک جوان کو ضرورت ہے میں اس کی ان باتوں سے بہت خوش ہوا اور باقی جلدوں کو نشر کرنے کے لئے کمر بستہ ہو گیا اور مجھے کسی طرح کا بھی کوئی افسوس نہیں کہ میں اپنے پہلے ارادہ سے پلٹ چکا ہوں اس لئے کہ میرا پہلے یہ ارادہ تھا کہ ہر مذہب کے قول کے ساتھ اس کی دلیل پیش کروں، جس کو اس نے آیت و روایت، عقل اور اجماع یا کسی صحابی کے قول سے ثابت کیا ہے، لیکن مجھے اشارۃً کہا گیا کہ فقط اقوال کے تذکرہ پر اکتفاء کروں کیونکہ یہ آسان ہے اور قارئین کتاب کا مطالعہ بھی کریں گے اس لئے کہ دلیلوں کو فقط اہل علم سمجھ سکتے ہیں یہ بات میرے دل میں تھی جسکی طرف میں متوجہ ہو گیا اس لئے کہ جو لوگ فقہی کتابیں پڑھتے ہیں انکو فتوے کی فکر ہوتی ہے اسکی دلیل کی اتنی فکر نہیں ہوتی لہذا میں اپنے ارادہ سے پلٹا اور میں نے اس کتاب ''الفقہ علی المذاہب الخمسۃ'' کے اقوال کا خلاصہ بغیر دلیل اور تعلیق کے پیش کیا تاکہ ہر طبقہ کے افراد کیلئے یہ کتاب مفید ثابت ہو سکے اور کسی خاص گروہ سے مختص نہ ہو بلکہ یہ کہنا بہتر ہے کہ یہ کتاب عوام کیلئے ہے اور صرف خواص سے مختص نہیں گرچہ اس میں بھی نقل اقوال میں بڑی دقتوں کا سامنا ہوا، لہذا ان کا احساس وہی شخص کر سکتا ہے جو ان مشکلات سے دوچار رہا ہو میں نے مختلف موضوعات پر کام کیا مگر مجھے اتنی مشکلات کا سامنا نہ ہوا جتنا اس موضوع میں ہوا ہے۔

میں نے ایک شخص سے سنا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ مذاہب کی فقہ لکھنا ایک آسان کام ہے کیونکہ یہ تو صرف اقوال کا

نقل کرنا ہے مثلا اس کا یہ قول اس کے اس قول سے مشابہ ہے اس لئے کہ جنگ تو فقط ہتھیاروں کو اٹھالینا اور میدان جنگ میں نکلنا ہے، اس کے علاوہ جنگ کوئی چیز نہیں ہے۔

اسی طرح فقہ ایک ایسے سمندر کا نام ہے جس کی تہوں کا آسانی سے اندازہ نہیں کیا جاسکتا کیونکہ ایک مسئلہ سے متعدد مسائل نکلتے ہیں اور ہر مسئلہ میں ہر مذہب کے اقوال مختلف ہیں بلکہ ایک ہی مسئلہ میں ایک ہی مذہب کے مختلف اقوال ہیں لہٰذا جو شخص کسی اختلافی مسئلہ پر تسلط حاصل کرنا چاہتا ہے اسکو بہت ہی زیادہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے فقہ صرف عبادات اور معاملات ہی پر مشتمل نہیں ہوتی، یہی وجہ ہے کہ جب جامعہ الازہر نے ۱۹۲۲ء میں کتاب ''الفقہ علی المذاہب الاربعۃ'' لکھنے کے لئے علماء کی کمیٹی بلائی تو اس کمیٹی کا ہر فرد ایک مذہب کی فقہ لکھتا تھا اس کے باوجود بھی اس کتاب کے لکھنے میں سالہا سال لگے۔ کئی سال بعد کمیٹی مذاہب کے اقوال کو بغیر دلیل کے جمع کرسکی بالکل اسی طرح جس طرح آپ اس کتاب میں دیکھیں گے، مجھے اعتراف ہے کہ اس کتاب کے لکھنے میں مجھے بڑی مشکلات کا سامنا ہوا اور اس بارے میں مفصل اور مختصر دونوں ہی طرح کی کتابوں میں تحقیق کی ہے۔

اس کے باوجود کہ ۳۳رسال سے زیادہ ہو چکے کہ میں فقہ پڑھانے اور مطالعہ میں مشغول ہوں اور کتابیں لکھتا ہوں پس اس شخص کے لئے یہ کہنا زیبا نہیں جو فقط فقہ کا نام جانتا ہے کہ فقہ لکھنا آسان ہے پھر کتاب ''الفقہ علی المذاہب الخمسۃ'' میں ہر مذہب کے قول کو اس مذہب کے فقہاء کی کتابوں کے مطابق علیحدہ ذکر کیا گیا ہے، لیکن جس قول پر مذاہب اربعہ کا اتفاق ہے اس کو جداگانہ ذکر کیا دراں حالیکہ اس کتاب میں اختصار کی وجہ سے دو مذہب یا اس سے زیادہ کو نقل کیا گیا جسکی وجہ سے مجھکو تناقض اقوال اور ایک مسئلہ میں ایک ہی امام سے متعدد روایات یا ایک ہی کتاب میں ایک امام سے حرمت اور دوسری میں حلیت و جواز اور تیسری اسی امام سے کراہت کے ہونے میں بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہے۔

اگرچہ ابتداء ہی سے میرا ارادہ کتاب کو آسان بنانا تھا اسی وجہ سے میں نے ایک حد تک روایات کو نقل کرنے سے پرہیز کیا اور سب سے قدیم مؤلف کی کتاب سے روایت اخذ کی چاہے وہ مؤلف اسی امام کی فقہ کا تابع ہو اور ائمہ اربعہ اہلسنت کے اتفاق کو نقل کیا ہے بلکہ اس مسئلہ کو بھی جس میں تین ائمہ نے اتفاق اور چوتھے سے دو روایتیں اور ان دونوں میں سے ایک موافق اور دوسری مخالف ہے تو میں نے اختلاف سے پرہیز کرنے کی خاطر روایت مخالف سے دوری کر کے اتفاقی روایت کو نقل کیا لیکن اگر کوئی روایت صرف قول واحد پر ہوئی تو اس کے اختلاف کو آشکارا نقل کیا اور جہاں پر مذاہب اربعہ کا اتفاق ہے وہاں میں نے صرف لفظ اربعہ کا استعمال کیا ہے لیکن فقہ جعفری کہ جس کے

مطابق مذہب جعفری عمل کرتے ہیں ان سے صرف اجماعی مسائل کونقل کیا اور مشہور اقوال کو اختیار کر کے اختلافی اقوال سے پرہیز کیا ہے۔

آخر میں اسی مطلب کونقل کرتا ہوں جو کتاب ''الفقہ علی المذاہب الاربعۃ'' کے مقدمہ میں ہے کہ جس کو علماء جامعہ الازہر کے سات عالموں نے لکھا ہے اور وہ یہ کہ اگر کسی صاحب کو اس کتاب پر کوئی اعتراض ہو تو کوئی بری بات نہیں ہے اس لئے کہ بے عیب صرف اور صرف خدائے وحدہ لاشریک کی ذات ہے اور بری بات تو یہ ہے کہ اگر کوئی غلطی کو دیکھے اور اس کی صحیح رہنمائی نہ کرے، بلکہ انسان کو اس کی کمی اور لغزش کی جانب متوجہ کرانا چاہئے اور یہ یاد آوری خطا اور غلطی شمار نہیں ہوتی۔

ہم پروردگار عالم سے التجا کرر ہے ہیں کہ وہ ہمیں حق کی طرف رہنمائی کرے اور قارئین اور اہل مطالعہ افراد کو اس سے فیض یاب کرے۔

محمد جواد مغنیہ

دوسرا حصہ

ذاتی حالات کے سلسلہ میں

شادی

عقداوراس کے شرائط

اس بات پر فقہا میں، اتفاق پایا جاتا ہے کہ ایجاب اور قبول پر مشتمل عقد، عورت اور مرد یا اس شخص کے عقد کو کامل کر دیتا ہے، شخص جوان دونوں کا وکیل، ولی ہو، صرف طرفین کی رضایت سے عقد تمام نہیں ہوگا۔

علمائے اسلام کے درمیان اس بات پر بھی اتفاق نظر ہے کہ جب عقد عورت یا اس کے وکیل کے ذریعہ زوجت اور انکحتُ یا اس کے وکیل کے ذریعہ قبلت یا رضیت کے ذریعہ واقع ہو تو یہ عقد صحیح ہے۔

اگر ماضی کے صیغہ میں عقد جاری نہ کیا جائے، یا یہ کہ عقد تو صیغۂ ماضی میں جاری کیا گیا ہو، لیکن ایسے الفاظ کے ذریعہ جو لفظ زواج اور نکاح سے مشتق نہ ہوں، مثال کے طور پر ہبہ، بیع اور اس کے جیسے مشابہ دوسرے الفاظ کے ذریعہ صیغہ جاری کیا جائے تو اس کی صحت کے بارے میں علمائے اسلام کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔

حنفی (علماء) کہتے ہیں: چاہے جس لفظ سے بھی شادی کا ارادہ کیا جائے، اس کے ذریعہ عقد صحیح ہے، چاہے لفظ تملیک، ہبہ، بیع، عطا، اباحہ، اور احلال ہی کے ذریعہ عقد کا صیغہ جاری کیا گیا ہو۔ بشرطیکہ عقد کسی ایسے قرینہ کے ساتھ ہو جو شادی پر دلالت کرتا ہو، لفظ اجارہ اور عاریہ کے ذریعہ عقد نکاح منعقد نہیں ہوگا اس لئے کہ یہ دونوں دوام اور استمرار کا فائدہ نہیں پہنچاتے ہیں۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیث کے ذریعہ مذکورہ مطلب پر استدلال کیا گیا ہے کہ ایک عورت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی، اور آپؐ سے عرض کیا: اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں اس لئے آپؐ کے پاس آئی ہوں کہ خود کو آپؐ کے لئے ہبہ کر دوں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر جھکایا اور اس کو کوئی جواب نہ دیا۔ حاضرین میں سے ایک شخص نے کہا: اگر آپ کو اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے تو اس کی مجھ سے شادی کر دیں! آپؐ نے اس تجویز پیش کرنے والے شخص سے فرمایا: کیا تمہارے پاس کچھ ہے؟ اس نے کہا: لا واللہ (جی نہیں)! خدا کی قسم ہمارے پاس کچھ نہیں ہے۔ اس موقع پر آپؐ نے اس مرد سے فرمایا: قرآن سے تمہارے پاس کیا ہے یعنی تم نے کتنا قرآن حفظ کیا

ہے؟ اس شخص نے کہا: اتنی مقدار میں! تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا: تم نے قرآن کو جتنی مقدار میں حفظ کیا ہے، اس کے مقابلے میں، میں اس کو تمہاری ملکیت میں قرار دے رہا ہوں! (۱)

مالکی اور حنبلی علماء قائل ہیں: لفظ نکاح اور زواج اور جوان دونوں سے مشتق ہو، ان کے ذریعہ عقد صحیح ہو جائے گا اور لفظ ہبہ سے بھی اس شرط کے ساتھ کہ ہبہ مہر کے ساتھ ہو، عقد نکاح منعقد ہو جائے گا، اور ان الفاظ کے علاوہ عقد منعقد نہیں ہوگا۔ اس آیت کے مطابق لفظ ہبہ کے ذریعہ عقد کی صحت پر استدلال قائم کیا گیا ہے:

﴿... و امرأة مؤمنة ان وهبت نفسها للنبى ان اراد ان يستنكحها ...﴾(۲)

''...اور اس مومنہ عورت کو جو اپنا نفس نبیؐ کو بخش دے اگر نبیؐ اس سے نکاح کرنا چاہے...''

شافعی علماء قائل ہیں: صیغۂ نکاح کے لئے واجب ہے کہ صرف لفظ نکاح یا تزویج سے مشتق ہو، اور ان دونوں لفظوں کے علاوہ کسی اور لفظ سے عقد نکاح صحیح نہ ہوگا۔

امامیہ قائل ہیں: عقد نکاح میں واجب ہے کہ ایجاب ''زوجت وانکحت'' کے ذریعہ صیغہ ماضی میں انجام پائے اور ان کے علاوہ کے ذریعہ عقد صحیح نہیں ہوگا۔ اسی طریقہ سے مادۂ زواج اور نکاح کے علاوہ بھی شادی منعقد نہیں ہوگی۔ اس لئے کہ دلالت وضعی کے ذریعہ یہ دونوں، مقصود پر دلالت نہیں کرتے اور اس لئے بھی کہ صیغہ ماضی جزم و یقین کا فائدہ پہنچاتا ہے، اور قرآن کریم کی انہیں دونوں لفظوں پر نص بھی ہے:

﴿... فلما قضىٰ زيد منها وطرا زوجنا كها ... اريد ان انكحك ...﴾(۳)

''...اس کے بعد جب زید نے اپنی حاجت پوری کر لی، تو ہم نے اس عورت کا عقد تم سے کر دیا...۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ تم سے نکاح کروں۔''

اس میں اصل یہ ہے کہ اجماع اور اتفاق کے مورد کے علاوہ دوسرے موارد میں حرمت باقی رہے گی۔ وہ لوگ

۱۔ امامیہ فقہاء نے ایک دوسرے لفظ سے مذکورہ حدیث کی روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں: ایک عورت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آ کر آپؐ سے کہنے لگی: ''زوجنی'' (میری شادی کر دیجئے) آپؐ نے فرمایا: اس عورت سے کون شادی کرے گا؟ حاضرین میں سے ایک شخص اپنی جگہ پر کھڑا ہو گیا اور اس نے کہا: میں سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص سے فرمایا: اس (عورت) کو کیا دو گے؟ اس نے عرض کیا: میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نہیں! اس عورت نے اپنی بات کو دہرایا، اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اس کے ساتھ ساتھ اس کی بات کو دہرایا۔ لیکن پہلے والے شخص کے علاوہ کسی اور نے قیام نہیں کیا۔ اس عورت نے پھر دہرایا، اور اس مرد نے بھی دوبارہ اپنی بات دہرائی۔ اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تم کو قرآن پڑھنا آتا ہے؟ اس نے عرض کیا: جی ہاں! تو آپؐ نے فرمایا: میں نے تمہارے ساتھ اس کی شادی کر دی۔ اس بات پر کہ تم اس کو اتنا قرآن پڑھا دو جتنا تم جانتے ہو۔ لہٰذا یہاں پر لفظ زواج آیا ہے، نہ کہ لفظ ملک۔

۲۔ سورۂ احزاب آیت/۵۰۔ الاحوال الشخصیہ لابی الزہرۃ، ص/۳۶، مطبوعہ ۱۹۴۸۔

۳۔ سورۂ احزاب، آیت/۳۷۔

قائل ہیں کہ قبول میں قبلت یا رضیت صیغہ ماضی کی صورت میں کہنا بھی صحیح ہے۔

امامیہ، شافعی اور حنبلی علماء قائل ہیں کہ عقد نکاح میں فوریت شرط ہے۔ اور وہ یہ کہ قبول، ایجاب کے بعد بلا فاصلہ واقع ہو۔

مالکی علماء قائل ہیں کہ مختصر سا فاصلہ عقد نکاح کے لئے مخل نہیں ہے۔ جیسا کہ عموماً خطبہ پڑھنے میں تھوڑا سا فاصلہ ہو جاتا ہے اور اسی کی طرح دوسری چیزیں۔

حنفی علماء قائل ہیں: ایجاب وقبول میں فوریت شرط نہیں ہے۔ لہٰذا اگر کوئی مرد، کسی عورت کے پاس خط بھیجے، جس میں اس کو شادی کا پیغام دیا ہو اور وہ مرد خود وہاں موجود نہ ہو، اور وہ عورت گواہوں کو جمع کرے اور ان کے سامنے اس خط کو پڑھے، اور کہے: "زوجته نفسی" (میں نے اپنے آپ کو اس کی زوجیت میں دے دیا) تو عقد کامل ہوگا۔(۱)

فقہائے اسلام کا اس پر اتفاق ہے کہ اگر میاں بیوی عربی زبان ادا کرنے سے عاجز اور قاصر ہوں تو دوسری زبان میں عقد تمام اور صحیح ہوگا، اور اگر وہ دونوں عربی زبان کی ادائیگی پر قادر ہوں تو عقد نکاح کی صحت کے بارے میں علماء نے اختلاف کیا ہے۔ حنفی، مالکی اور حنبلی علماء قائل ہیں کہ ایسی صورت میں بھی عقد نکاح صحیح ہے۔

شافعی علماء کہتے ہیں: عربی پر قدرت رکھتے ہوئے غیر عربی میں صیغہ جاری کرنا صحیح نہیں ہے یعنی عقد نکاح باطل ہے۔(۲) فقہائے امامیہ بھی اسی نظریئے کے قائل ہیں۔

علمائے امامیہ، حنابلہ اور شافعیہ قائل ہیں: تحریر کے ذریعہ عقد صحیح نہیں ہے یعنی باطل ہے۔ علمائے حنفیہ قائل ہیں: جب میاں بیوی دونوں ایک جگہ پر نہ ہوں تو تحریر کے ذریعہ بھی عقد میں کوئی حرج نہیں ہے۔

علمائے اسلام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ گونگے شخص سے ایسا اشارہ کافی ہے جو شادی کے قصد پر صریحی طور پر دلالت کرے، یہ اس وقت ہوگا جب وہ شخص صحیح طور سے لکھنے پر قادر نہ ہو اور اگر صحیح طور پر لکھنے پر قادر ہو تو بہتر یہ ہے کہ تحریر اور اشارہ دونوں کو جمع کرے۔

حنابلہ اور حنفیہ کہتے ہیں: جب میاں بیوی عقد کے فسخ اور رجوع کرنے کی شرط کر لیں تو عقد تو صحیح ہے لیکن شرط باطل ہے۔

مالکی علماء اس بات کے قائل ہیں: بلکہ انتظار کیا جائے گا، اگر اس نے ابھی دخول نہ کیا ہو تو عقد اور شرط دونوں باطل ہو جائیں گی اور اگر شوہر نے دخول کر لیا ہے تو عقد تو صحیح ہو جائے گا لیکن شرط باطل ہو جائے گی۔

۱۔ کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ، ج۴؍ص ۲۲، الاحوال الشخصیۃ لمحمد محی الدین عبدالحمید، ص۵۴؍۱۔

۲۔ الاحوال الشخصیہ، ابوزہرہ، ص ۲۷؍۔